مولانا عبدالعزیز مظاہری ایم اے

عربوں کے اوہام و تخیلات

سرزمین عرب اسلام کا سورج طلوع ہونے سے قبل کفر و جہالت کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی اوہام و تخیلات کا دور دورہ تھا اور علم و ایقان کی روشنی کی ایک کرن بھی نظر نہیں آرہی تھی۔ جب اسلام کا نور چمکا اور عرب کا گوشہ گوشہ اس کی ضیا پاشیوں سے جگمگا اٹھا تو اس وقت بھی مکہ معظمہ میں لکھنے پڑھنے کی معمولی شُد بُد رکھنے والے افراد انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے اور تعلیم یافتہ افراد کی تعداد بہت کم تھی۔

قبل اسلام جہاں عربوں میں سخاوت، شجاعت، پاسِ عہد اور دوسرے اچھے اوصاف پائے جاتے تھے وہاں ان میں قتل و غارت، شراب نوشی، قماربازی اور اوہام پرستی جیسی برائیاں بھی موجود تھیں۔ عام زندگی میں ان کے ہاں جو اوہام و تخیلات راسخ تھے ان کا ذکر علامہ ابن ابی الحدید نے اپنی مشہور کتاب شرح نہج البلاغۃ جلد ۱۹ میں بڑی تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔ جو ۴۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ان میں سے بعض توہمات کا ذکر قارئین الحق کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

<u>بارش سے متعلق</u> جب بارش نہ ہوتی اور ملک خشک سالی کی زد میں ہوتا تو عرب دو درختوں (سلع اور عشیر) کی سوکھی لکڑیوں کا ایک گٹھا بنا کر اسے ایک گائے کی دُم کے ساتھ باندھ دیتے تھے اور انہیں آگ دکھا کر گائے کو پہاڑ کی بلندی کی طرف ہانک دیا جاتا۔ آگ بھڑکنے پر گائے گھبرا کر بھاگ پڑتی اور یہ بھی گائے کے پیچھے پیچھے دوڑتے اور بارش کے لئے دعائیں مانگتے۔ یہ آگ بھڑکانا تفاول کے طور پر ہوتا تھا کہ اس طرح آسمان پر بھی بجلی چمکے اور مینہ برسے۔ ایک شاعر نے کہا ہے ؎

شَفَعْنَا بِبَیْقُوْرٍ اِلیٰ هَاطِلِ الْحَیَا　　فَلَمْ یُغْنِ عَنَّا ذَاكَ بَلْ زَادَ نَا جَدْبَا

ہم نے بارش لانے والے خدا کے سامنے گائے کو سفارشی بنا کر پیش کیا مگر اس سے ہمیں کچھ نہ ملا بلکہ خشک سالی میں مزید اضافہ کر گیا۔

نَعُدْنَا اِلیٰ رَبِّ الْحَیَا فَاَجَادَنَا　　وَصَیَّرَ جَدْبَ الْاَرْضِ مِنْ عِنْدِهٖ خِصْبَا

پھر ہم نے بارش برسانے والے رب کی طرف رجوع کیا تو اس نے ہمیں پناہ دی اور اپنی طرف سے خشک زمین کو سرسبز و شاداب بنا دیا۔

دوسرے شاعر کا قول ہے ؎

یا کحل قد اثقلت اذناب البقر بسلع یعقد فیہا و عشر

اے کحل تو نے گائے کی دُم میں سلع اور عشر کی لکڑیاں باندھ کر اسے بوجھل کر دیا ہے

اس سلسلے میں وہ مزید لکھتا ہے کہ ہر قوم اپنی تہذیب و تمدن کو زندہ اور متحرک رکھنے کے لئے ضرور دوسری اقوام کی خوشہ چینی کرتی ہے اور ان کی تہذیب اور تمدن کے کچھ اجزا کو اپنا لیتی ہے۔ عربوں میں گائے کے تقدس کا تصور بھی ہندوستان سے درآمد ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ہندو گائے کا بہت زیادہ احترام کرتے ہیں ان کا پیشاب پیتے ہیں اور اس کا گوبر علاج کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ بارش کے لئے گائے کا انتخاب بھی اسی تقدس اور تبرک کی وجہ سے ہو۔

گائے کے بارے میں عربوں میں یہ خیال بھی عام تھا کہ اگر گائے گھاٹ سے پانی پینے سے انکار کر دے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جنات اس کو گھاٹ میں پانی پینے سے روک رہے ہیں۔ اس وقت وہ بیل کو مار مار کر آگے لے جاتے اور پھر گائے خود بخود اس کے پیچھے پانی میں اتر جاتی تھی۔ بیل کے بارے میں بھی ان کا عقیدہ تھا کہ اس کے سینگوں پر شیطان سوار ہوتا ہے۔

نہشل کا شعر ہے ؎

کذالک الثور یضرب بالہراوی اذا ما عافت البقر الظّماء

اسی طرح بیل کو لاٹھیوں سے مارا جاتا ہے جب پیاسی گائے پانی پینے سے انکار کرتی ہے

مارگزیدہ کے متعلق عرب مارگزیدہ کو لدیغ نہیں کہتے بلکہ تفاؤلاً اسے سلیم کہتے ہیں ان کا طریقہ تھا کہ مارگزیدہ کے اعضاء کے ساتھ گھنگھرو، جھنجھنے اور جھنکار والے زیورات باندھ دیتے تھے تاکہ ان کی آوازوں اور جھنکار سے مارگزیدہ بیدار رہے اور اس پر غنودگی کی حالت میں زہر مارگزیدہ کے تمام بدن میں سرایت کر جاتا ہے۔ ایک شاعر نے کہا ہے۔

کانی سلیم نالہٗ کلم حیّۃ تری حولہٗ حلی النساء مُرصّعا

گویا میں مارگزیدہ ہوں جسے سانپ نے ڈسا ہو اور تم اس کے ارد گرد عورتوں کے زیورات دیکھ رہے ہو

جمیل نے بثینہ کو مخاطب کر کے کہا ہے۔

اذا ما لدیغ ابرأ الحلی داءہ فحلیکِ امسٰی یا بثینۃ دائیا

اے بثینہ! جب دوسرے مارگزیدہ زیورات سے اچھے ہو جاتے ہیں۔ تو تمہارا زیور میرے لئے بیماری بن چکا ہے۔

دوسرے شاعر نے کہا ہے:

كأني سليم سهّد الحلي عينه — فراقب من ليل التمام كواكبا

گویا میں مار گزیدہ ہوں جسے زیورات نے سونے نہیں دیا - اور وہ تمام رات ستارے گنتا رہا

اونٹوں کے متعلق جب کسی کے پاس اونٹوں کی تعداد بڑھ کر ایک ہزار تک پہنچ جاتی تو وہ انہیں نظر بد سے بچانے کے لئے ایک جوان اونٹ کی آنکھ پھوڑ دیتا۔ کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ اس کی آنکھ پھوڑنے سے دوسرے اونٹ نظر بد سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

ایک شاعر نے کہا ہے:

اعطيتها الفاً ولم تبخل بها — ففقأت عين فحيلها معتافا

تم نے ایک ہزار اونٹ بخشنے میں بخل نہیں کیا — پس تم ان میں سے جوان اونٹ کی آنکھ پھوڑ دی

بلیہ جب کوئی معزز آدمی یا سردار مر جاتا تو اس کی سواری کی اونٹنی یا اونٹ کو اس کی قبر پر لے جا کر اس طرح باندھ دیتے کہ اس کا منہ پیچھے کی طرف مڑ جاتا۔ اسے وہ بلیہ کہتے تھے بلیہ کو کبھی کسی گڑھے میں ڈال دیتے اور وہ بھوکی پیاسی مر جاتی تھی۔ ان کا عقیدہ تھا کہ یہ مرنے والے کی سواری ہے اور وہ قیامت کے دن اٹھ کر اسی پر سوار ہوگا۔

عُویم نبہانی نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی۔

أبُنيّ لا تنسى البليّة إنها — لابيك يوم نشوره مركوب

اے بیٹے! بلیہ کو نہ بھول جانا کیونکہ یہ قیامت کے دن تیرے باپ کی سواری ہوگی۔

عربوں میں یہ بات بھی مشہور تھی کہ اگر کوئی اونٹنی بدک کر بھاگ جائے تو اس کے سامنے اس کی ماں کا نام لو تو فوراً رک جائے گی۔

ایک شاعر نے کہا ہے۔

فقلت له ما اسم امهات فادعها — تجبك ويسكن روعها ونفادها

میں نے اپنے غلام سے کہا کہ اس اونٹنی کی ماں کا کیا نام ہے۔ اسی سے پکارو۔ تمہاری بات مان لے گی اور اس کا خوف و ہراس جاتا رہے گا۔

خوف کا علاج عرب جب کسی ایسی بستی میں داخل ہوتے جہاں انہیں بیماری یا جنات کا ڈر ہوتا تو وہ شہر کے دروازے پر کھڑے ہو کر گدھے کی طرح رینگنا شروع کر دیتے اور اسے تعشیر کہتے تھے اس کے علاوہ وہ دروازے پر خرگوش کے ٹخنے کی ہڈی کو بھی لٹکا دیتے تھے یہ گویا ان کے لئے امام ضامن کا روپیہ تھا۔ ایک شاعر کا قول ہے۔

ولا ينفع التعشير ان حمّ واقع — ولا زعزع ولا كعب ارنبه

جب کسی واقعہ کے پیش آنا مقدر ہوتا ہے تو نہ گدھے کی طرح رینگنا فائدہ دیتا ہے اور نہ بھاگنے اور خرگوش کی ہڈی لٹکانے سے کچھ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

اسی طرح جب کسی صحرا اور بیابان میں رات بسر کرتے تو جنات اور آسیب سے بچنے کے لئے اونٹنی اور سازو سامان کے گرد ایک لکیر کھینچ کر حصار بناتے اور پھر کہتے کہ:

"میں اس وادی کے مالک کی پناہ میں آتا ہوں"

ایک شاعر کا شعر ہے۔

قد بتُّ ضیفاً لعظیم الوادی المانعی من سطوۃ الاعادی

راحلتی فی جاہم وزادی

میں نے اس وادی کے سردار کا مہمان بن کر رات گذاری جو مجھے دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ میری سواری اور میرا سازوسامان اس کی پناہ میں ہے۔

بیوی کی پاک دامنی | عربوں کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص لمبے سفر پہ گھر سے نکلتا تو وہ ایک دھاگا لے کر کسی درخت کی ٹہنی یا اس کے تنے کے ساتھ باندھ دیتا۔ جب وہ واپس گھر لوٹ آتا تو سب سے پہلے وہ اس دھاگے کو دیکھتا۔ اگر دھاگا اسی طرح بندھا ہوا ہوتا تو اسے اپنی بیوی کی پاک دامنی کا یقین آ جاتا اور اسے اطمینان ہو جاتا کہ اس کی غیر موجودگی میں اس کی بیوی نے اس کے ساتھ خیانت نہیں کی اور اگر دھاگا کھل گیا ہوتا یا سرے سے غائب ہوتا تو پھر وہ سمجھتا کہ اس کی بیوی اس کی غیر موجودگی میں پاک دامن نہیں رہی اس دھاگے کو وہ رتم کہتے تھے۔

ایک شاعر نے کہا ہے۔

خانتہ لمّا رات شیباً فی مفرقہ وغرّہ حلفھا والعقد للرّتم

اس کی بیوی نے اس کے ساتھ اس وقت خیانت کی جب اس نے اس کے سر میں سفید بال دیکھے اور وہ بیوی کی قسم اور دھاگا باندھنے سے دھوکا کھا تا رہا۔

یہ دھاگا بخار کے لئے بھی باندھا جاتا تھا ان کا عقیدہ تھا کہ جو شخص بھی یہ دھاگا کھولے گا تو بخار والے کا بخار اسے لگ جائے گا۔

حللت رتیمۃ فمکثت شھراً اُکابد کل مکروہ الدّواء

میں نے بخار کا دھاگا کھولا تو خود ایک مہینہ بستر پہ پڑا رہا اور ناگوار دوائیاں پیتا رہا۔

(ہمارے ہاں بھی عورتیں مزارات پہ جا کر اُگی ہوئی گھاس میں ایک ہاتھ سے گرہیں لگاتی ہیں اسی طرح ان کے خیال میں ان کی مرادیں پوری ہو جاتی ہیں)

پاؤں کا سُن ہو جانا عربوں میں یہ دستور تھا کہ جب کسی کا پاؤں سُن ہو جاتا تو اسے کہا جاتا کہ کسی محبوب ترین شخص کا نام لے لو یا اس کا دھیان کرو۔ اس طرح پاؤں ٹھیک ہو جاتا تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بھی روایت ہے کہ ایک مرتبہ ان کا پاؤں سُن ہو گیا تو کسی نے کہا کہ آپ کسی محبوب ترین شخص کا نام لے کر پکاریں انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ!

وأنت لعيني قرة حين نلتقي　　وذكرك يشفيني اذا خدرت رجلي

جب ہم ملتے ہیں تو تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے　　اور تجھے یاد کرنے سے میرا خوابیدہ پاؤں ٹھیک ہو جاتا ہے

لیلیٰ بھی مجنوں کے نام کو اس مقصد کے لئے استعمال کرتی تھی اس کی ایک سہیلی ہند نے بطور طنز کہا تھا۔

اسم الحبيب عندنا　　تذكره عند الخدر

ہاں! ہم محبوب کے نام کو پاؤں سُن ہونے پر یاد کرتے ہیں۔

بارِ خاطر مہمان جب کسی کے ہاں ایسا مہمان آجاتا جس کا آنا میزبان کو ناگوار ہوتا تو اس کے چلے جانے کے بعد صاحب خانہ ہانڈی وغیرہ توڑ دیتا۔ ان کا یہ خیال تھا کہ ایسا کرنے سے مہمان دوبارہ اس گھر میں نہیں آتا۔ مگر ایک شاعر کا تجربہ کچھ الٹا پڑ گیا اور اسے کہنا پڑا۔

كسرنا القدر بعد ابى سواح　　فَعَادَ وقدرنا ذهبت ضياعاً

ہم نے ابو سواح کے پیچھے ہانڈی توڑی کہ وہ نہ آئے۔ مگر وہ پھر آگیا اور ہماری ہانڈی مفت میں ضائع ہو گئی

اس کے برعکس دوسرا شاعر اپنی مہمان نوازی پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ

ولا نكسر الكيزان فى اثر ضيفنا　　ولكننا نَقْفِيهِ زاداً ليرجعا

ہم اپنے مہمان کے پیچھے صراحیاں نہیں توڑتے بلکہ ہم اسے زادِ راہ بھیجتے ہیں تاکہ وہ دوبارہ ہمارے پاس آئے۔

شب کوری کا علاج شب کوری میں انسان کو رات کے وقت کچھ نظر نہیں آتا۔ عرب اس بیماری کو "ہُدبد" (پھٹا ہوا دودھ) کہتے تھے اس کے علاج کے لئے اونٹ کے کوہان اور کلیجے کا کچھ حصہ لے کر بھون لیتے اور پھر کھا وقت سحر لیتے سے پہلے شہادت کی انگلی اوپر کی پلکوں پر پھیرتے اور اس کے ساتھ یہ اشعار پڑھتے۔

فيا سنا ما وكبد　　ألا اذهبا بالهُدَبِد

ليس شفاء الهدبد　　ألا السنام والكبد

اے کوہان اور کلیجی شب کوری کو دور کر شب کوری کے لئے کوہان اور کلیجی کے سوا کوئی دوسرا علاج نہیں ہے